شرک کی اقسام

مولانا سیف الرحمن الفلاح اوکاڑہ

مسلمان ہونے کے لیے صرف زبان سے کلمہ توحید پڑھنا کافی نہیں -

سوال - جب حضرت اسامہؓ کے سامنے ایک شخص نے کلمہ توحید پڑھا لیکن انہوں نے اس کے کلمہ توحید کا اعتبار نہ کیا اور اسے قتل کر دیا تو حضور اکرم ﷺ نے ان کی سخت زجر و توبیخ کی اور کلمہ شہادت پڑھنے والے کو قتل کرنے سے منع فرمایا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ظاہری کلمہ معتبر ہے - اس کے متعلق کیا رائے ہے ؟

جواب - اس میں شک نہیں جو کافر لا اله الا الله زبان سے پڑھ لے اس کی جان و مال مسلمانوں پر حرام ہو گئے - حتی کہ اس کی زبان سے ایسی کوئی بات سرزد نہ ہو جو اس کے قول کے خلاف ہو - اسی لیے اللہ تعالی نے اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی :

(یاایها الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل الله فتبینوا) (النساء : ۹۴)

اے ایمان والو ! جب اللہ کے راستہ میں سفر میں ہو تو (ہر معاملہ کی) کی تحقیق کر لیا کرو -

اس آیت میں اللہ تعالی نے یہ حکم دیا ہے جو شخص کلمہ توحید پڑھے اس کی تحقیق کرو - کیا وہ واقعی دل سے کلمہ پڑھ رہا ہے یا اپنی جان بچانے کی خاطر صرف زبان سے پڑھ رہا ہے - اگر وہ کلمہ پر پختہ نہ ہو یعنی صرف زبان سے پڑھے لیکن دل میں اس کا اثر نہ ہو تو اس کی جان و مال کی حفاظت کا مسلمان ذمہ دار نہیں -

اسی طرح جو شخص توحید کا اظہار کرتا ہے تو اس سے تلوار روکنا ضروری ہے - لیکن جب اس کلمہ کے خلاف کام کرے تو یہ کلمہ اس کے کام نہیں آئے گا - بدیں وجہ یہود اور خوارج کو کلمہ فائدہ مند نہیں ہوا - باوجود یہ کہ وہ بہت عبادت گزار تھے - ان کی عبادت کے مقابلے میں صحابہ کرامؓ اپنی عبادت کو حقیر تصور کرتے تھے - مگر رسول اکرم ﷺ نے ان کو قتل کرنے کا حکم فرمایا اور ارشاد فرمایا " اگر یہ لوگ مجھے کہیں مل گئے تو قوم عاد کی طرح ان کو قتل کروں گا "

ان کو اس لیے قتل کیا - کہ انہوں نے شریعت کے کچھ احکام کی خلاف ورزی کی تھی آسمان کی چھت کے نیچے یہ سب سے برے مقتول تھے - جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے - اس سے معلوم ہوا کہ محض کلمہ توحید

پڑھنے سے انسان مشرکوں کے زمرہ سے مستثنی نہیں ہو سکتا - کیونکہ وہ ایسا کام کرتا ہے جو اس کے خلاف ہے یعنی غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے -

قبروں پر عبادت کا حکم ؟

سوال - اگر کوئی یہ کہے کہ اہل قبور اور دیگر لوگ جو زندہ فاسق وفاجر لوگوں کے متعلق حسن عقیدت رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں ہم ان کی عبادت نہیں کرتے - در حقیقت ہمارے ذہن میں اللہ کی عبادت کرنا ہوتا ہے - ہم ان کی خاطر نماز پڑھتے ہیں نہ روزے رکھتے ہیں نہ حج کرتے ہیں بلکہ یہ تمام امور اللہ کی رضا جوئی کی خاطر کرتے ہیں - تو پھر اس کے متعلق کیا حکم ہے ؟

جواب - یہ بات انہوں نے عبادت کے مفہوم سے عدم واقفیت کی بنا پر کہی ہے - کیونکہ جو کچھ میں نے عبادت کا مفہوم ذکر کیا ہے اس پر منحصر نہیں بلکہ اس کی جڑ اور بنیاد اعتقاد ہے اور وہ ان کے دلوں میں پہلے ہی قائم ہے - بلکہ وہ تو اس کے لئے عقیدہ کا نام رکھتے ہیں - اور ایسے ایسے کام کرتے ہیں جو آپ نے کبھی سنے تک نہیں جو اس سے متفرع ہوتے ہیں اور وجود میں آتے ہیں - مثلاً قبروں پر جا کر اہل قبور کو پکارنا - ان کے سامنے دعا کرنا ' ان کا وسیلہ پکڑنا ' استعانت اور استغاثہ اور دستگیری وغیرہ کی درخواست کرنا نیز ان کا حلف اٹھانا اور ان کے نام کی نذر ونیاز ماننا وغیرہ - علماء نے ذکر کیا ہے کہ جو شخص اپنے لباس میں کفار کی مشابہت اختیار کرتا ہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور جو کلمہ کفر بولتا ہے تو اس پر بھی کفر کا فتوی صادر ہو جاتا ہے - تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جو اعتقادی ' عملی اور قولی طور پر کفار کی مشابہت اختیار کرتا ہے -

غیر اللہ کی نذر اور قربانی

سوال - غیر اللہ کی نذر اور قربانی وغیرہ کے سلسلہ میں کیا حکم ہے ؟

جواب - ہر عقل مند اس بارے میں آگاہ ہے کہ انسان کو اپنا مال بہت عزیز ہوتا ہے - وہ اسے اکٹھا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے خواہ کسی غلط اور ناجائز ذریعے سے اکٹھا کیا جائے - وہ مال کے حصول میں زمین کا چپہ چپہ چھان مارتا ہے - کوئی شخص اس وقت تک اپنا مال خرچ نہیں کرتا جب تک اسے اس بات کا یقین نہ ہو جائے کہ اسے اس سے نفع حاصل ہوگا یا کسی نقصان کی تلافی ہوگی - تو قبر کی نذر ماننے والا اپنے مال کو اس غرض سے خرچ کرتا ہے تاکہ اس کا کوئی نقصان نہ ہو یا اسے کسی نفع کے حصول کی توقع ہوتی ہے - ایسا عقیدہ توحید کے منافی ہے - اگر نذر ماننے والے کو یہ علم ہو جائے کہ اس نے جو کچھ کیا ہے تمام کا تمام غلط ہے تو وہ اللہ کی راہ میں ایک درہم بھی خرچ نہ کرے - کیونکہ مال و منال سے انسان کو بہت محبت ہوتی ہے - جیسے ارشاد باری تعالی ہے - :

(ولا یسألکم اموالکم ٥ ان یسألکموھا فیحفکم تبخلوا و یخرج اضغانکم) (محمد : ۳٦-۳۷)

"وہ تم سے تمہارے مال نہیں مانگتا - اگر تم سے مال کا مطالبہ کرے اور پھر سارا مال لینے پر اصرار کرے تو تم بخیلی کا اظہار کرو گے اور اللہ تمہارے دل کی خفگیاں ظاہر کر دے گا - "

جو شخص ایسی نذریں مانتا ہے تو اسے یہ بتلانا ضروری ہے کہ تم اپنے مال کو ضائع نہ کرو -اس کا تمہیں کوئی نفع نہیں ہوگا -اور نہ یہ مصیبت سے رہائی میں مددگار ہونگے- چنانچہ سیدالمرسلین حضرت محمد ﷺ کا ارشاد گرامی ہے- "ان الناذر لا یأتی بخیر و انما یستخرج به من البخیل"

"نذر ماننے والے کو نذر سے کوئی نفع نہیں پہنچتا -اس طریقہ سے بخیل اشخاص کا مال نکالا جاتا ہے"-اس کی تردید مسلمانوں پر فرض ہے-نیز نذرانے وصول کرنے والے کو نذر کا مال لینا حرام ہے -کیونکہ اس نے نذر کا مال غلط اور باطل طریقے سے کھایا -اس نے کسی شے کے عوض یہ مال نہیں کھایا-چنانچہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے :

(ولا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل) (البقرہ :۱۸۸)

"ناجائز اور غلط طریقے سے تم آپس میں ایک دوسرے کا مال مت کھاؤ "

نیز اس نے نذر ماننے والے کو شرک پر پختہ کیا اور اس کے گندے عقیدے پر پختہ رہنے میں مدد دی اور اس پر راضی ہوا- شرک پر راضی ہونے والے کے متعلق اللہ تعالی کا واضح فرمان ہے- :

(ان الله لا یغفران یشرك به) (النساء :۱۱۶)

"اللہ شرک کرنے والے کو ہرگز نہیں بخشے گا"-

تو قبر پر نذر وصول کرنے والا کاہن کی مٹھائی اور بیسوا کے معاوضے کی طرح ہے یعنی ان کی طرح حرام ہے- مزید برآں نذر ماننے والے کو دھوکہ دینا اور یقین دلانا ہے کہ ولی کو لوگوں کے نفع و نقصان کا اختیار ہوتا ہے-تو کسی میت کی قبر پر نذرانے وصول کرنے سے زیادہ برا کام اور کونسا ہوسکتا ہے -اس سے بڑا فریب اور دھوکا اور کیا ہوسکتا ہے اور اس پر راضی ہونے سے بڑا گناہ کونسا ہوسکتا ہے اور برائی کو نیکی بنانے کی اس سے بڑی سازش اور کونسی ہوسکتی ہے ؟لوگ بتوں اور بزرگوں کی قیام گاہوں پر ایسے طریقے سے نذریں مانا کرتے تھے -نذر ماننے والا یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ بت نفع و نقصان پہنچانے پر قادر ہیں -بدیں وجہ اپنے مال سے ان کے نام پر قربانیاں دیا کرتے تھے اور زمین کی پیداوار میں بھی ان کو شریک کرتے تھے-وہ نذرانے لے کر بتوں کے مجاوروں کے پاس آتے اور ان کو سب کچھ دیتے تھے-یہ مجاور لوگ ان کے ذہن میں یہ بات ڈالتے کہ تم نے جو کچھ کیا ہے درست ہے اور برحق ہے- اسی طرح جو شخص اپنی قربانی لے کر کسی بت کے دروازے پر قربانی کرتا ہے تو اس پر بھی حرمت کا فتوی صادر ہوگا -یہی وہ برائیاں اور فواحش ہیں جن کو ملیا میٹ کرنے اور صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرنے کی غرض سے اللہ تعالی نے پیغمبروں کو مبعوث فرمایا -

نذر دینے سے نفع پہنچنا

سوال - بسا اوقات نذر دینے والے اور خرچ کرنے والے کو نفع حاصل ہوتا ہے یا اس کی تکلیف دور ہوجاتی ہے -اس کی وضاحت کیجئے -

جواب- میں کہتا ہوں کہ بتوں کا بھی یہی معاملہ تھا- بلکہ ان کو بتوں سے ان سے بھی زیادہ نفع پہنچتا تھا - چنانچہ بت کے اندر سے آواز آتی تھی اور یہ بت ان کے مخفی راز کا انکشاف کرتا تھا --اگر قبروں کی حقانیت اور ان کے

جواب - اگر آپ انصاف چاہتے ہیں اور اسلاف کی مطابقت نہیں چاہتے اور آپ کو علم ہے کہ حق و صداقت وہ ہے جس پر شرعی دلیل ہو نہ وہ جس پر عوام کا اتفاق ہو اور نسل در نسل اس پر کاربند رہیں تو آپ کو اس بات کا علم ہونا چاہیے کہ جن امور کا ہم انکار کرتے ہیں جن کے بینار کو گرانے کے درپے ہیں - یہ عام لوگوں کے ایجاد کردہ ہیں- حالانکہ ان کا اسلام اپنے آباؤ اجداد کی تقلید پر مبنی ہے اور ان کے پاس اس کی کوئی شرعی دلیل نہیں - یہ اچھے برے کی تمیز نہیں کرتے بلکہ اپنے بڑوں کی متابعت اور تقلید اپنے لئے ضروری قرار دیتے ہیں - جب ان میں ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ اپنے گاؤں اور شہر کے لوگوں کو دیکھتا ہے کہ وہ اسے بچپن میں ہی تلقین کرتے ہیں کہ وہ ان لوگوں کو پکارے جن کے متعلق وہ حسن اعتقاد رکھتے ہیں اور ان کو دیکھتا ہے وہ اسی کی نذریں مانتے ہیں اسی کی تعظیم کرتے ہیں- اس کی قبر کا سفر کرتے ہیں- قبر کی مٹی اپنے جسم پر لگاتے ہیں اور اس کی قبر کے گرد اس طواف کراتے ہیں - چنانچہ وہ بڑا ہوتا ہے تو اس کے قلب میں ان کی عظمت راسخ ہو چکی ہوتی ہے- اس کے نزدیک جن لوگوں کی تعظیم کی جاتی ہے ان سب سے وہ بڑا ہوتا ہے- چھوٹا بچہ انہیں معتقدات اور خیالات میں جوان ہوتا ہے اور جوان اسی حالت میں بوڑھا ہوتا ہے - لیکن ان اعتقادات اور نظریات کو کوئی شخص ناپسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھتا-

بعض ایسے اشخاص جو اپنے علم و فضل کے مدعی ہیں۔ جو فتوی ' قضا اور مسند تدریس کے عہدہ پر فائز ہیں یا گورنری یا تعلیم کے منصب پر سرفراز ہیں یا حکومت کی باگ ڈور ان کے ہاتھوں میں ہے آپ ان کو دیکھیں گے کہ وہ اس کی تعظیم کرتے ہیں جس کی لوگ تعظیم کرتے ہیں اور اس کا احترام کرتے ہیں - قبروں کی نذریں اور چڑھاوے بلا دریغ وصول کرتے ہیں اور اسے کھا جاتے ہیں - یہ اسے دین اسلام تصور کرتے ہیں اور دین کی حقیقت یہی خیال کرتے ہیں - حالانکہ جو شخص اہل نظر ہے اور کتاب وسنت اور صحابہؓ کے آثار سے آشنا ہے اس پر یہ امر مخفی نہیں کہ کسی عالم کا کسی برائی سے سکوت یا اس کا خود ارتکاب اس برائی کے جواز کی دلیل ہرگز نہیں ہو سکتا ہے -

ہم آپ کے لئے ایک مثال پیش کرتے ہیں - یہ مکوس جسے چنگی یا ٹیکس لینے والا ہے- اس کے متعلق سب کو علم ہے کہ یہ حرام کام ہے- اس کے باوجود شہروں اور قصبوں میں یہ برائی عام ہے- لوگ اس سے مایوس ہو چکے ہیں - اسے کوئی شخص برا نہیں کہتا - وہاں کے باشندوں میں کئی جید علماء اور فضلاء ہوتے ہیں اور کئی حکام ہوتے ہیں مگر وہ اس برائی کے خلاف آواز نہیں اٹھاتے بلکہ اس موقع پر خاموشی کو ترجیح دیتے ہیں - وہ اس کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھاتے خواہ درآمد پر یا برآمد پر چنگی لیں - کیا ان کا سکوت اس امر کی دلیل ہوگا کہ چنگی لینا جائز ہے جسے معمولی سی سوجھ بوجھ ہوگی وہ ایسے کبھی نہیں کہے گا -

ہم آپ کے لیے وضاحت کی خاطر ایک اور مثال بیان کرتے ہیں - دیکھو ! اللہ کا حرم دنیا کے تمام قطعات سے افضل ہے - تمام علماء کا اس پر اتفاق اور اجماع ہے - کسی بادشاہ نے جو جاہل اور بے دین تھا - اللہ کے اس گھر میں چار مصلے بنائے اور عبادت کرنے والوں کے لئے تقسیم کیے- اس میں اس قدر خرابی اور فساد برپا ہوا جو احاطہ تحریر میں لانا مشکل ہے- مسلمانوں کی عبادات تقسیم ہو گئیں - ایک ہی دین میں کئی کئی مذاہب اور فرقے بن گئے - اس نے یہ ایسی بدعت جاری کی جس پر شیطان کو بہت خوشی ہوئی اور اس نے مسلمانوں کا مضحکہ اڑایا - اس کے باوجود تمام لوگوں نے اس معاملہ میں خاموشی کو ترجیح دی - دنیا کے کونہ کونہ کے علماء ابدال اور قطب وفدوں کی صورت میں وہاں گئے- ہر

متعلق حسن عقیدت رکھنے کی یہ دلیل ہوسکتی ہے تو بتوں کی حقانیت پر یہ دلیل بالاولی ثابت ہوگی -درحقیقت ایسا عقیدہ رکھنا اسلام کے قلعہ کوگرانےاور بتوں کے گندے پودوں کی آبیاری کرنے کے مترادف ہے ۔

درحقیقت ابلیس اور اس کے پیروکار جن اورانسان ہمہ وقت اللہ کی مخلوق کوراہ راست سے بھٹکانے اور گمراہ کرنے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں - اللہ نےابلیس کو اتنی طاقت دے رکھی ہے کہ وہ انسانی بدن میں داخل ہوکراس کے دل میں وسوسے پیدا کرے وراپنی سونڈ اس کے دل پر رکھ دے -اسی طرح وہ بتوں کےاندر داخل ہوجایا کرتے تھےاور ان کے کانوں میں آوازیں ڈالتے تھے - اس طرح اہل قبور کے عقائد کو پختگی حاصل ہوتی تھی - اللہ نےان کواجازت دے رکھی ہے کہ وہ اپنا لاؤ لشکر لے کر بنو آدم کوگمراہ کرنےاور ان کے مال و اولاد میں شریک ہونے کے لئے اپنی کوششیں صرف کرکے دیکھ لیں-

ایک حدیث میں ذکر آیاہے کہ اللہ کی کچھ باتیں سن کر شیطان کاہنوں کے کانوں میں جاکر ڈالتا ہے -پھر یہ لوگ غیب کی خبریں لوگوں کو سناتے پھرتے ہیں ۔ شیطان نےجوکچھ ان کوبتلایا ہوتا ہے اس میں بیسیوں جھوٹ اپنی مرضی کےاس میں شامل کرتے ہیں -چنانچہ شیطان جن شیطان انسانوں کے پاس آتے ہیں جو قبروں کے مجاوروغیرہ ہوتے ہیں -وہ کہتے ہیں فلاں ولی نے یہ کام سرانجام دیا -اس کی تعظیم میں غلو اور عبادت کی ترغیب دلاتے ہیں اوراس کی مخالفت اور نافرمانی سے سخت وعید کرتے اورڈراتے ہیں -عوام الناس یہ سمجھتے ہیں شہروں کے حاکم اور ملکوں کے فرمانروا ان کی برکت سے معزز ہیں -وہ نذریں قبول کرنے کے لئے عامل مقرر کرتے ہیں -بعض اوقات ایسا آدمی مقرر کرتے ہیں جس کے متعلق ان کوحسن ظن ہوتاہے جیسے کوئی عالم'واعظ 'مفتی ' شیخ یاصوفی ہو-اس صورت میں ان کوفریب دینے کاموقعہ مل جاتا ہے-ان کی آنکھ ٹھنڈی ہوجاتی ہےاوردل میں فرحت اور انبساط کی لہر دوڑ جاتی ہے -

شرعی دلیل کے بغیر اکثریت حجت نہیں

سوال - بعض لوگ کہتے ہیں یہ کام تو تقریبا ہر شہر میں ہےبلکہ دیہات اور جنگلات کے باشندے سبھی اس بات پر متفق ہیں خواہ وہ مشرق یا مغرب کے باشندے ہوں یا یمن اورشام میں رہتے ہوں یا جنوب اورعدن میں انکا ٹھکانہ ہوکیونکہ اسلامی ممالک میں سے ایسا کوئی ملک نہیں جہاں پر قبریں اور مزار نہ ہوں - وہ ان کی تعظیم میں غلو کرتے ہیں -ان کی نذریں مانتے ہیں -ان کے نام لے لے کر پکارتے ہیں -وہ ان کی قسمیں کھاتے ہیں -ان کی قبروں کے اردگرد چکر کاٹتے ہیں -وہاں پر چراغ روشن کرتے ہیں خوشبوئیں لگاتے ہیں اوران کی قبروں پر غلاف پہناتے ہیں - وہاں پر جاکر جوعبادت ان کے لیے ممکن ہوتی ہے کرنے سے گریز نہیں کرتے -وہ ان کے سامنے خشوع 'خضوع 'عاجزی وانکساری اور ان کی تعظیم کااظہار کرتے ہیں اور ان کے سامنے اپنی حاجات اور ضروریات کی درخواست کرتے ہیں -بلکہ یہ مسلمانوں کی مسجدیں ہیں جن میں عموماً قبریں ہوتی ہیں یاان کے پاس ہوتی ہیں یاکوئی مزار ہوتا ہے -نمازی نماز کےوقت وہاں پر جاتے ہیں اور جاکر ایسے کام کرتے ہیں جن کا ذکر کیاگیا ہے یاان میں بعض امور قبیحہ کرتے ہیں -کسی عاقل کی عقل کی وہاں تک رسائی نہیں ہوسکتی -یہ برائی بہت دور دراز تک پھیل گئی ہے مگر علمائے اسلام جن کا دنیا کے مختلف علاقوں میں کافی اثر و رسوخ ہے خاموش ہیں-

ایک نے اپنی آنکھوں سے تمام ماجرا دیکھا اور کانوں سے سنا لیکن اس کے خلاف کسی نے لب کشائی نہیں کی - کیا یہ سکوت اس کے جواز کی دلیل ہے ؟ جسے معمولی سا علم ہوگا وہ ایسی بات ہرگز نہیں کہے گا - اسی طرح ان امور شرکیہ پر جو اہل قبور کرتے ہیں اہل علم کا سکوت ان کے جواز کی دلیل ہرگز نہیں ہوسکتا -

اجماع کی حقیقت

سوال - کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ تمام امت محمدیہ ﷺ گمراہی پر متفق ہوگئی کیونکہ وہ اسے برا کہنے سے خاموش رہے - حالانکہ یہ بہت بڑا جہالت کا کام تھا اور ایسے کام پر خاموشی جائز نہیں -

جواب - اجماع کا مطلب یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے زمانے کے بعد امت محمدیہ ﷺ کے مجتہدوں کا کسی مسئلہ پر اتفاق کرنا ہے اور چاروں مذاہب کے علماء اور فقہا ائمہ اربعہ کے زمانہ کے بعد اجتہاد کو محال تصور کرتے ہیں - اگرچہ ان کی یہ بات غلط اور ناقابل قبول ہے - ایسی بات وہی کہتا ہے کہ جو حقائق سے بے خبر ہوتا ہے - تو ان کے خیال کے مطابق ائمہ اربعہ کے بعد کبھی اجماع نہیں ہوگا - بنابریں یہ اعتراض وارد نہیں ہوسکتا - کیونکہ یہ ایک نئی چیز ہے - خبروں کا فتنہ ائمہ اربعہ کے زمانہ میں نہیں تھا - بلکہ ان کے بعد معرض وجود میں آیا - جبکہ ہم عنقریب اس کی وضاحت کریں گے کہ اجماع کا وقوع موجودہ دور میں محال ہے - امت محمدیہ ﷺ زمین کے گوشے گوشے تک پھیلی ہوئی ہے اور پرچم اسلام چار دانگ عالم میں لہراتا ہوا دکھائی دیتا ہے - موجودہ دور میں محقق علماء کا انحصار نہیں اور کوئی شخص ان کے پورے کوائف سے آگاہ نہیں تو جو شخص دین کے پھیل جانے کے بعد اور مسلمانوں میں لاتعداد علماء ہونے کے بعد اجماع کا دعوی کرتا ہے تو اس کا یہ دعوی جھوٹا اور باطل ہے - جیسے ائمہ محققین نے بیان کیا ہے -

برائی کو روکنے کے طریقے

پھر اگر ہم یہ تسلیم کرلیں کہ انہوں نے برائی کا علم ہونے کے باوجود اسے روکا نہیں بلکہ خاموشی سے کام لیا - تو ان کا یہ سکوت اس کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتا - کیونکہ شریعت کے قواعد کی رو سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ شریعت میں برائی کو روکنے کے تین طریقے ہیں -

۱- **انکار بالید** یعنی ہاتھ سے روکا جائے - اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ سے کسی برائی کو مٹایا جائے -

۲- **انکار باللسان** - جب ہاتھ سے برائی کرنے والے کو روکنے کی سکت نہ ہو تو زبان سے برائی کو روکنے کی کوشش کی جائے -

---

☆ - اب اللہ کے فضل و کرم سے چار مصلوں کی بدعت ختم ہوچکی ہے - شاہ فہد کے والد شاہ عبدالعزیز مرحوم و مغفور نے اس بدعت کا خاتمہ کیا اور تمام مسلمانوں کو ایک امام کے پیچھے نماز ادا کرنے کا حکم صادر کیا - اب تمام روئے زمین سے آئے ہوئے لوگ مختلف مذاہب کے باوجود ایک ہی امام کی اقتدا میں پانچوں وقت کی نمازیں ادا کرتے ہیں

۳- **انکار بالقلب** - جب ہاتھ اور زبان سے برائی کو روکنے کی ہمت نہ ہو تو کم از کم دل میں اس برائی سے نفرت کرے - کیونکہ ایک کی نفی دوسرے کو مستلزم نہیں - اس کی مثال یوں ہے جیسے کوئی عالم کسی چونگی لینے والے کے پاس سے گزرتا ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ غریبوں کا مال ظلم و زیادتی سے حاصل کرتا ہے تو یہ عالم زبان اور ہاتھ سے اسے روکنے کی ہمت نہیں رکھتا - کیونکہ ایسا کرنے سے سرکش اور باغی لوگ اس کی باتوں کا مضحکہ اڑائیں گے - تو ایسی صورت میں برائی کو روکنے کی پہلی دونوں صورتیں ختم ہو جاتی ہیں یعنی زبان اور ہاتھ سے روکنا اس پر واجب نہیں رہتا - اور اب صرف ایک صورت رہ گئی - یعنی دل سے کسی برائی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنا - اور یہ اضعف الایمان ہونے کی علامت ہے تو جو شخص برائی کو دیکھ کر اسے روکنے سے خاموش رہتا ہے حالانکہ اس کے سامنے جابر لوگ لوگوں کا ناحق مال کھاتے ہیں تو ایسی صورت میں وہ اعتقاد رکھے کہ ہاتھ اور زبان سے برائی کو روکنا اس کے لئے محال ہے اور دل سے اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے - اور مسلمانوں کے متعلق حسن ظن واجب ہے اور ان کے لئے جب تک تاویل ہو سکتی ہے تاویل کرنا واجب ہے - تو جو لوگ حرم شریف میں داخل ہوتے ہیں اور شیطان گنبدوں☆ پر نظر دوڑاتے ہیں جنہوں نے مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا حتی کہ مسلمانوں کی نمازوں کو الگ الگ کر دیا - تو وہ ان کی برائی بیان کرنے سے معذور ہوتے ہیں - وہ صرف دل میں ہی اسے برا سمجھتے ہیں جیسے کوئی شخص چونگی یا ٹیکس لینے والے یا اہل قبور کے پاس سے گزرتا ہے تو وہاں ان کو روکنے سے معذور ہوتا ہے -

کسی مسئلہ میں سکوت جواز کی دلیل نہیں

اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ آئمہ کے متعلق جو غلط استدلال پکڑتے ہیں کہ یہ امور آئمہ کے زمانہ میں بھی تھے لیکن کسی نے اسے برا کہنے کی جسارت نہ کی تو گویا اس پر اجماع ہو گیا - یہ غلط اور بے بنیاد بات ہے - غلط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کسی نے اس کو برا نہیں سمجھا - یہ ان کی بات غلط اور رجما بالغیب ہے - کیونکہ بسا اوقات ایک شخص دل سے کسی امر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے مگر ہاتھ اور زبان سے اس کے خلاف کوئی قدم اٹھانے کی جرأت نہیں کر سکتا - آپ اپنے زمانے میں نظر دوڑائیں اور دیکھیں کہ کتنے ایسے امور قبیحہ کا وقوع ہو رہا ہے - جن کو ہاتھ اور زبان سے آپ روکنے کی سکت نہیں رکھتے - حالانکہ آپ دل میں اس سے متنفر ہیں - جب کوئی جاہل آپ کو دیکھتا ہے تو وہ خیال کرتا ہے کہ فلاں آدمی اس برائی کو روکنے سے خاموش ہے حالانکہ وہ خاموشی کے ساتھ اپنے دل میں اپنے نفس کو ملامت کرتا ہے اور اس غم کرتا ہے - تو ایک اہل علم شخص کسی کے سکوت سے استدلال نہیں پکڑتا - اس طرح ان کے استدلال کا بودہ ہونا واضح ہوتا ہے جبکہ وہ کہتے ہیں کہ فلاں آدمی نے یہ کام کیا اور باقی سب خاموش رہے - تو یہ اجماع ہوا ہوا اس میں دو خرابیاں ہیں:

۱- یہ دعوی کہ باقی لوگوں کا سکوت کسی شخص کے فعل کو پختہ کرتا ہے جو غیر معروف ہوتا ہے - کیونکہ کسی مسئلہ میں سکوت اختیار کرنا اس امر کی دلیل نہیں کہ اس پر اجماع ہو چکا ہے -

۲- ان کا یہ کہنا کہ اجماع ہو چکا ہے غلط بات ہے کیونکہ اجماع کا مطلب امت محمدیہ ﷺ کا کسی مسئلہ پر اجماع مراد ہے - اور کسی کا کسی مسئلہ میں سکوت اختیار کرنا اس امر کی دلیل نہیں کہ وہ اس کے موافق رائے رکھتا ہے اور نہ اس کی مخالفت کی دلیل بن سکتا ہے - حتی کہ اپنی زبان سے خود وضاحت نہ کرے - دربار میں حاضرین نے بادشاہ کے کسی گورنر کی بہت تعریف کی -

ان میں ایک شخص سب کچھ سنتا رہا لیکن لبوں پر مہر خاموشی رہی تو بادشاہ نے اس سے دریافت کیا کہ تو لوگوں کی طرح میرے گورنر کی تعریف کیوں نہیں کرتا ؟ اس نے جواب دیا اگر میں بولا تو اس کے خلاف بولوں گا -

تو ہر سکوت رضامندی پر مبنی نہیں ہوتا - یہ تو ایسے منکرات میں سے ہے جن کی بنیاد ان لوگوں نے رکھی جو تیر و تفنگ اور سیف وسناں کے زور سے اپنی بات لوگوں کو منواتے تھے - بندگان الٰہی کی جان ومال کا انحصار ان کی زبان اور قلم پر تھا اور ان کی عزت و احترام کا معاملہ ان کے حکم کے ماتحت تھا اندریں حالات ایک فرد واحد اسے روکنے کی جدوجہد کیسے کر سکتا ہے ؟

مزارات کی تعمیر کی وجوہات

تو یہ مشاہد اور مزارات جو شرک والحاد کا سب سے بڑا ذریعہ بنے ہوئے ہیں اور اسلام کو مٹانے کا موجب ہیں اور اس کی جڑیں کھوکھلا کرنے کا سبب ہیں - ان کو تعمیر کنندگان اکثر بادشاہ اور سلاطین یا رئیس اور حاکم ہوتے ہیں - جو اپنی قبر پرستی کی بنا پر میت کی قبر پر عمارت تعمیر کرتے ہیں یا وہ میت ایسا شخص ہوتا ہے جس کے متعلق وہ حسن عقیدت رکھتے ہیں - جیسے کوئی عالم ' صوفی ' فقیر یا شیخ ہو - یا اور کوئی بڑا آدمی ہو - جو لوگ ان کے شناسا ہوتے ہیں ان کی زیارت کے لئے آتے ہیں - جیسے دیگر مردوں کی زیارت کے لئے لوگ آتے ہیں وہ قبر پر جا کر اپنی دعا کی قبولیت کی خاطر ان کا وسیلہ نہیں ڈھونڈتے اور نہ ان کو پکارتے ہیں - بلکہ ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں - پھر جب اس قبر سے واقف لوگ فوت ہو جاتے ہیں یا ان میں سے اکثر چل بستے ہیں - پھر ان کے بعد کے ایسے لوگ قبر پر آتے ہیں اور سبز گنبد کو دیکھتے ہیں - وہاں پر انھیں چراغ روشن نظر آتے ہیں اور اس پر قیمتی لباس کا غلاف پہنایا ہوا نظر آتا ہے اور اس پر چاروں طرف پردے اور خوشبودار ہوائیں آتی ہیں تو اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس قبر کی میت کو کسی کے نفع و نقصان پر قدرت ہے - اس کے پاس مجاور آتے ہیں اور اس میت کے متعلق جھوٹی کہانیاں جوڑ جوڑ کر سناتے ہیں کہ یہ کرامتوں والا بزرگ تھا اس نے یوں کیا اور یوں کیا - فلاں شخص مصیبت میں گرفتار ہو گیا اور فلاں شخص کو کافی نفع حاصل ہوا - حتی کہ ہر باطل بات کو اسے ذہن نشین کراتے ہیں - چنانچہ حدیثوں میں مذکور ہے کہ جو شخص قبروں پر چراغ جلاتا ہے - ان پر کتبے لگاتا ہے اور ان پر کوئی عمارت تعمیر کرتا ہے تو اس پر لعنت ہوتی ہے اس سلسلہ میں کافی احادیث مذکور ہیں - ان امور کی فی نفسہ ممانعت ہے - مزید برآں اس میں یہ ایک بہت بڑی خرابی کی موجب ہے -

روضہ اطہر پر گنبد کی تعمیر

سوال - آپ تو قبروں پر گنبد بنانے سے روکتے ہیں - مگر رسول کریم ﷺ کی قبر پر گنبد خضراء ہے اور اس کی تعمیر پر کافی خرچ آیا - اگر قبروں پر گنبد بنانا ناجائز ہے تو رسول اکرم ﷺ کی قبر پر کیوں ہے ؟

جواب - یہ حقیقت حال سے جہالت کا ثبوت ہے - کیونکہ اس گنبد کو رسول اکرم ﷺ نے بنایا نہ صحابہ کرامؓ نے - تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں بھی اس کا سراغ نہیں ملتا - یہ نہ کسی عالم نے بنوایا اور نہ کسی امام نے بلکہ اس گنبد کو

مصر کے متاخرین بادشاہوں میں سے کسی نے بنایا-اس کا نام قلاوون صالحی تھا - اسے ملک منصور کا خطاب بھی ملا ہوا تھا -اس نے ۶۷۸ھ میں اسے تعمیر کرایا - اس کا مفصل ذکر " تحقیق النصرةبتحفیص معالم دارالھجرہ " میں موجود ہے -یہ حکومتوں کے امور شریعت میں دلیل نہیں بن سکتے -جس میں بعد میں آنے والوں کو پہلے لوگوں کی پیروی کا حکم ہے-

یہ آخری بات ہے جو ہم نے ذکر کی ہے کیونکہ یہ قبروں کی بیماری عام ہو چکی ہے-لوگ خواہشات کی پیروی کرتے ہیں -علماء برائی سے روکنے سے خاموش ہیں حالانکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ان کا فریضہ ہے -جس طرف عوام کا رجحان ہوتا ہے علماء بھی اسی طرف مائل ہو جاتے ہیں -اب نیکی کو گناہ اور گناہ کو نیکی سے تعبیر کیا جا رہا ہے اور علماء وغیرہ کسی کو برائی سے روکتے اور ڈانتے نظر نہیں آتے-

مجذوب کے متعلق شریعت کا حکم

سوال - بعض اوقات کچھ ایسے جاہل لوگ قبروں پر لوگوں کو ملتے ہیں جو عجیب وغریب کرشمے دکھلا کر اپنی ولایت کا اظہار کرتے ہیں -لوگ ان کو مجذوب کہتے ہیں ۔جن امور کو وہ کرتے ہیں شریعت میں ان کے متعلق کیا حکم ہے ؟ نیز ان کے متعلق حسن ظن رکھنے کے متعلق کیا حکم ہے ؟

جواب - یہ لوگ جن کو مجذوب کہا جاتا ہے-اپنے منہ اور زبان سے " جلالہ " کا لفظ نکالتے ہیں اور عربی زبان میں ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں-یہ ابلیس کے لشکری ہیں-یہ بڑے دھوکے باز ہیں -انہوں نے مکروفریب کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے-کیونکہ انفرادی طور پر لفظ اللہ اللہ کوئی کلام نہیں اور نہ اللہ کی توحید کا اس میں ذکر ہے-بلکہ اس لفظ کا مذاق اور استہزاء ہے-کیونکہ وہ اسے عربی زبان سے خارج کر کے بے معنی بنا دیتے ہیں -اگر کوئی بڑا آدمی جس کا نام زید ہو اور لوگ اسے زید زید کہتے ہیں اور آگے کچھ نہ کہیں تو وہ اسے اپنی توہین پر محمول کرے گا خصوصا جبکہ اس لفظ میں تحریف کرتے ہیں

پھر ایسا ذکر کرنے والے لفظ "اللہ" کے دو حصے کرتے ہیں۔ اور یوں پڑھتے ہیں (الا-ھو) وہ اسے ذکر الٰہی شمار کرتے ہیں ۔ حالانکہ ایسا ذکر رسول اکرم ﷺ سے قطعا ثابت نہیں پھر دیکھئے کیا کتاب وسنت میں لفظ "اللہ" کا انفرادی ذکر آیا ہے کہ " اللہ اللہ " پڑھا جائے ؟ ان دونوں میں جس ذکر کا مطالبہ کیا گیا ہے یا حکم دیا گیا ہے وہ اللہ کی توحید ' تسبیح اور تہلیل کا ذکر ہے -رسول اکرم ﷺ کے اذکار اور دعائیں اور صحابہ کرام کے ورد وظائف میں موجودہ ہاؤ ہو شوروغل اور اونچی آواز سے (الا -ھو...... الا-ھو) کا ثبوت نہیں ملتا - یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے طریقے کو چھوڑ کر گمراہی کے راستہ کی طرف بھاگتے ہیں -بعض اوقات اللہ کے نام کے ساتھ کچھ مردوں کا نام بھی لیتے ہیں - جیسے ابن علوان 'احمد بن حسین' شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہ-بلکہ اب تو اللہ کا نام لینے کی بجائے اہل قبور کا نام لیتے ہیں اور رنج والم کے موقع پر ان کی قبروں کی طرف بھاگتے ہیں- المدد یا غوث اعظم کا ورد کرتے ہیں جو سراسر شرک ہے ۔ حالانکہ یہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں -علاوہ ازیں علی روماں اور علی احمد وغیرہ کو پکارتے ہیں-اللہ تعالی نے اپنے رسول اکرم ﷺ کو اور اہل بیت اور دیگر صحابہ کرامؓ کو ان جاہل اور گمراہ لوگوں سے بچا لیا - تاکہ جہالت کی وجہ سے ان کا نام نہ لیں -

تو جہالت کی بناء پر یہ لوگ ہر قسم کا کفر و شرک کرتے ہیں -

باطل پرستوں کے شعبدے

سوال - بعض اوقات خواہشات کے غلام اور باطل پرست لوگ "جلالہ" کا لفظ بولنے والوں کی طرف کئی کرامات منسوب کرتے ہیں اور ایسے امور منسوب کرتے ہیں جن کو بڑی بڑی کرامتیں شمار کرتے ہیں - جیسے اپنے جسم پر کوئی نیزہ یا تلوار وغیرہ مارنا اور گرگٹ' سانپ اور بچھو کو ہاتھوں میں اٹھانا' آگ کے انگاروں کو اٹھا کر منہ میں ڈالنا - آگ کو ہاتھوں میں لیے پھرنا اور جسم پر کبھی کسی حصہ پر اور کبھی کسی حصہ پر لگانا وغیرہ - ان امور کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے ؟

جواب - یہ سب کچھ شیطانی امور میں سے ہے - اگر آپ اس کو مردوں کی کرامتیں تصور کرتے ہیں یا زندہ لوگوں کی نیکی شمار کرتے ہیں جبکہ اس گمراہ شخص نے ان کا نام لے کر پکارا اور ان کو اس اللہ کی مخلوق اور حکم میں اللہ کا شریک ٹھہرایا تو آپ کو دھوکا اور فریب دیا گیا - کیا آپ ان مردوں کو اللہ کے دوست اور شریک خیال کرتے ہیں ؟ اگر آپ ایسے ہی تصور کرتے ہیں تو آپ نے بہت برا کام کیا اور ان مردوں کو بھی مشرک بنا ڈالا اور ان کو - معاذاللہ ' دائرہ اسلام سے خارج کر دیا اور دین سے باہر نکال دیا کیونکہ آپ ان کو کو اللہ کے شریک بنا دیا - اور وہ اس پر راضی اور خوش ہیں اور تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ کرامتیں ان مجذوب ' گمراہ اور مشرک لوگوں کی ہیں جو باطل پرست ہیں اور ضلالت (رذالت) کے بحر عمیق میں غرق ہیں جو اللہ کی بارگاہ میں دن میں ایک بار بھی سجدہ نہیں کرتے اور نہ ہی اللہ کی کوئی اور انفرادی عبادت کرتے ہیں - اگر آپ ایسا سمجھتے ہیں تو آپ نے مشرک' کافر اور مجنون لوگوں کے لئے کرامتیں ثابت کر دیں - اس کے ساتھ ہی اسلام کے قواعد ضوابط کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کی کوشش کی اور دین مبین اور شرع متین کے قصر محکم کی دیواریں کھوکھلی کر دیں -

مجذوب کی کرامت شیطانی حرکت ہوتی ہے

جب آپ کو ان دونوں امور کے باطل ہونے کا علم ہو گیا تو آپ یہ بھی جان لیں کہ ان لوگوں پر یہ تمام شیطانی احوال اور افعال ہوتے ہیں - اس موقعہ پر شیطان اپنے گمراہ بھائیوں کی نصرت و اعانت کرنے سے دریغ نہیں کرتے - وہ ان کی ہر ممکن امداد کرتے ہیں - چنانچہ حدیث میں ذکر آتا ہے کہ شیطان جن سانپ اور اژدھا کی شکل بن جاتے ہیں اور یہ امر قطعی طور پر وقوع پذیر ہے - تو یہ وہی سانپ ہیں جب کو یہ مجذوب اور مجنون ہاتھوں میں لئے پھرتے ہیں - اور لوگ انہیں دیکھتے ہیں -

بعض اوقات جادو ہوتا ہے

بعض اوقات ان امور میں جادو کا اثر کارفرما ہوتا ہے - پھر وہ کئی اقسام میں منقسم ہے - اس کا سیکھنا کوئی خالہ جی کا باڑہ نہیں - اس کا سب سے بڑا دروازہ اللہ کے ساتھ کفر کرنا اور اللہ کی عزت و حرمت والی اشیاء کی عزت و حرمت مٹانا ہے - جیسے مصحف (قرآن مجید) کو لیٹرین میں رکھنا - تو مجذوبوں کے ان امور سے تمہیں دھوکہ نہ ہو جائے - یہ

کام تمہاری آنکھوں میں بہت وقعت رکھتے ہیں -ان امور کو لوگ کرامتوں سے تعبیر کرتے ہیں -کیونکہ ایسے کاموں میں جادو کا اثر بہت زیادہ ہوتا ہے- اسی طرح ان لوگوں کا حال ہے جو جادو کے ذریعے آنکھوں پر اثر ڈالتے ہیں -چنانچہ فرعون کے جادوگروں نے تمام وادی سانپوں سے بھر دی حتی کہ حضرت موسی علیہ السلام انہیں دیکھ کر خوفزدہ ہوئے تو اللہ تعالی نے ان کو بتلایا یہ حقیقی سانپ نہیں یہ تو جادو کی کاروائی ہے-اس لئے ڈرنے کی کوئی بات نہیں-

جادو کے ذریعے اس سے بھی بڑے کرشمے دکھلائے جاتے ہیں -ابن بطوطہ اور دیگر مؤرخین جو ہندوستان میں آئے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ہندوستان میں کچھ ایسے لوگ دیکھے جو جلتی آگ میں باریک کپڑے پہن کر کود جاتے اور جب آگ سے باہر آتے تو ان کو تو کجا ان کے کپڑوں کو بھی آگ نہ جلاتی -

ایک جادوگر کا واقعہ

ابن بطوطہ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ایک آدمی اپنے دونوں لڑکوں سمیت کسی بادشاہ کے پاس گیا -

وہاں جاکر اس نے اپنے دونوں لڑکوں کو مار ڈالا اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور ایک ایک کر کے ان کو مختلف اطراف میں پھینک دیا حتی کہ ایک ٹکڑا بھی اس کے پاس نہ رہا- پھر وہی ٹکڑے ایک ایک کر کے اس کے پاس آنے لگے اور جو ٹکڑا آتا پہلے سے مل جاتا حتی کہ وہ دونوں لڑکے پہلے کی طرح زندہ انسان ہو گئے-

یہ واقعہ اس نے اپنے سفر نامہ میں ذکر کیا ہے -یہ سفر نامہ کافی طویل ہے- میں نے اسے مختصر طور پر بیان کیا ہے-میں نے ۱۳۶۱ھ میں مکہ مکرمہ میں اس کا مطالعہ کیا اور علامہ مفتی سید محمد ابن اسعد نے مجھے یہ لکھوایا -

ایک اور جادوگر کا واقعہ

ابو فرج اصبہانی نے اپنی کتاب آغانی میں سند کے ساتھ یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک جادوگر ولید بن عقبہ کے پاس بیٹھا تھا -وہ اس کو اپنی شعبدہ بازی اور کرشمے دکھلانے لگا -وہاں پر ایک گائے تھی -وہ اس کے پیٹ میں داخل ہوتا پھر باہر نکل آتا -حضرت جندبؓ نے اس کا یہ کرشمہ دیکھا تو بہت ناراض ہوئے اور اپنے گھر آکر تلوار سونت کر واپس لوٹے -پھر جب وہ دوبارہ گائے کے پیٹ میں داخل ہوا تو انہوں نے کہا:"تم جادو کے کرشمے لوگوں کو دکھلاتے ہو اور تم خود بھی اسے جانتے ہو"-پھر گائے کے درمیان تلوار مار کر اس کو دو ٹکڑے کر دیا اور اس کے ساتھ جادوگر کے بھی ٹکڑے کر دیئے- یہ معاملہ دیکھ کر لوگ ششدر رہ گئے- ولید نے ان کو قید کر دیا اور حضرت عثمانؓ کو اس واقعہ کی اطلاع دی -جیل کا نگران ایک عیسائی تھا-وہ دیکھتا کہ حضرت جندبؓ رات کو نفل پڑھتے ہیں اور دن کو روزے رکھتے ہیں-ان سے متاثر ہو کر کہنے لگا -خدا کی قسم! یہ ان کا سب سے بڑا آدمی ہے جس کے حالات کا میں نے مشاہدہ کیا ہے-یہ لوگ واقعی سچے ہیں -پھر اس نے جیل کی نگرانی پر کسی اور آدمی کو مقرر کیا اور خود کوفہ میں گیا - وہاں جاکر دریافت کیا کہ اس شہر میں سب سے افضل مسلمان کونسا ہے ؟ لوگوں نے حضرت اشعث بن قیسؓ کا نام لیا -وہ ان کے ہاں جاکر مہمان ٹھہرا-اس نے دیکھا کہ وہ رات بھر سویا رہتا ہے اور صبح کو ناشتہ منگوا کر ناشتہ کرتا ہے- تو وہ اس کے ہاں سے چلا گیا -پھر اس نے اہل کوفہ سے افضل ترین مسلمان کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے حضرت جریر بن عبداللہ بجلیؓ کا نام بتلایا -اس نے انہیں بھی دیکھا کہ رات کو ساری رات سوئے رہتے ہیں اور

صبح کوناشتہ کرتے ہیں-پھر وہ قبلہ رخ ہوکر کہنے لگا میرا پروردگار وہی ہے جو حضرت جندبؓ کا ہے اور میرا دین وہی ہے جو جندب کا دین ہے-پھر پکا اور سچا مسلمان ہو گیا -

امام بیہقیؒ نے یہ قصہ سنن کبری میں بیان کیا ہے لیکن اس سے کچھ مختلف ذکر کیا ہے اس نے سند کو اسود تک ذکر کیا ہے کہ ولید بن عقبہ جو عراق کا گورنر تھا -ایک جادوگر دیکھا جو اس کے سامنے جادو کا کھیل دکھلا رہا تھا -وہ ایک آدمی کا سر تلوار سے کاٹ دیتا پھر رونے لگتا اور چیخیں مارتا -پھر اس کا سر واپس جڑ جاتا- لوگ اس جادو اور شعبدہ بازی کو دیکھ کر خوش ہوتے اور کہتے : سبحان اللہ یہ مردوں کو زندہ کرتا ہے -وہاں پر سے ایک نیک آدمی کا گزر ہوا جو مہاجرین میں سے تھا -اسے جادوگر کا یہ کام برا محسوس ہوا -وہ اپنے گھر گیا اور تلوار لے کر پھر واپس اسی مقام پر آگیا جہاں پر جادوگر اپنا کھیل دکھلاتا تھا -اس نے اپنی تلوار سونتی اور جادوگر کی گردن پر ماری -جس سے اس کا سر جسم سے جدا ہو گیا اور مر گیا -پھر اس نے کہا -اگر واقعی یہ مردوں کو زندہ کرتا ہے تو خود کو بھی زندہ کرے-اس جرم کی بنا پر ولید نے دنیار کو حکم دیا جو جیل خانہ کا نگران تھا کہ اسے قید کرو-چنانچہ اسے قید کیا گیا -

ایک اور واقعہ

اس بھی زیادہ تعجب انگیز یہ واقعہ ہے جو بیہقی نے سند کے ساتھ ذکر کیا ہے-جو بہت طویل ہے اس میں مذکور ہے کہ ایک عورت نے دو فرشتوں ہاروت اور ماروت سے جادو سیکھا -پھر وہ لوگوں کے سامنے اپنے جادو کا اظہار کرنے لگی -وہ گندم کے دانے لے کر زمین پر پھینکتی-پھر ان سے کہتی اگ آؤ چنانچہ وہ اگ آتے -پھر کہتی بڑے ہو جاؤ اور بالیں لے آؤ -چنانچہ وہ بڑے ہو جاتے اور ان کو بالیں لگ جاتیں -پھر کہتی خشک ہو جاؤ چنانچہ وہ خشک ہو جاتے-پھر آٹا بننے کا حکم دیتی تو فوراً آٹا بن جاتا- پھر روٹی پکنے کے متعلق کہتی تو فوراً روٹی پک جاتی -جو بات کہتی پوری ہو جاتی شیطانی حالات کا کوئی انحصار نہیں-ایک مسلمان کے لئے جو دجال پیش کرے گا وہی کافی ہوں گے-ایک مسلمان کو کتاب وسنت کی اتباع کا حکم ہے مگر دجال ان کی مخالفت کرے گا کیونکہ وہ شیطان کا نمائندہ ہوگا - ہم نے جو کچھ ذکر کرنا تھا اس کی تکمیل ہو گئی -

الحمد لله اولاً وآخراً وصلى الله على سيدنا محمد و على آله وصحبه وسلم.

دعاء صحت کی اپیل

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سرپرست اور مہتمم جامعہ محمدیہ گوجرانولہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب اور مناظر اسلام حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی صاحب کی صحت اب پہلے سے بہت بہتر ہے -مگر کمزوری اور نقاہت کا غلبہ ہے - تمام جماعتی احباب سے ان کے لیے شفاء کاملہ و عاجلہ کی درخواست ہے

(ادارہ)